Vol.6 No. 4 2023

ISSN Online: 2709-7625

ISSN Print: 2709-7617

مشائخ گولڑہ شریف اور مناقب گوئی

MASHIKH GOLRA SHARIF AND MANQIB GOOI

Nazia Abdullah .

PhD Scholar Urdu, National College of Business Administration & Economics Sub Campus Bahawalpur.

Adila Munir

PhD Scholar Urdu, National College of Business Administration & Economics Sub Campus Bahawalpur

Dr Muhammad Naeem Ghumman

Assistant professor Urdu dept Govt. Shalimar College Bagbanpura Lahore

Abstract:

The scholarly and literary greatness of Golra Sharif has been proven by the time.Peer Mehr Ali Shah established the literary tradition at "Khanqah Golra" which continues for over a century. It is the fifth generation of Golra Sharif associated with poetry and literature. The scholars of Golra Sharif have written in various genres of poetry.Writing the virtues and honour of one's elders (Manaqib) is an old tradition in poetry, especially in Sufi poetry. Sufis of Chishti order are exemplary in this genre, and the same tradition is prominent in the work of Golra Sharif's poetry. They are more inclined towards "manaqaib" as it is special field of their interest. While monasteries (Khanqahs), in general, are considered like autumn with regards to poetry and literary traditions but in the garden of Golra, it has bloomed into spring.Pir Moeen ul Din Gilani, known as Lala Ji, Pir Nasir Gilani, Pir Moeen ul Haq, Jami Gilani, and Hammad Sadiq have written "Manaqaib" of various personalities. The "Manaqib" of Golra Sharif's scholars shows a colorful array of themes and artistic maturity. By witnessing the "Manaqib" of Golra Sharif's scholars, Khanqah Golra Sharif can be aptly described as a garden of poetry and literature

خانقاہ گولڑہ شریف معروف چشتی صوفی درگاہ ہے۔ مشائخ گولڑہ شریف کی علمی و ادبی ثقاہت کا شہرہ ہے۔ پیر مہر علی شاہ وحدت الوجود کے نامور سکالر تھے۔ پیر مہر علی شاہ عربی، فارسی، اردو اور پنجابی شاعری کرتے تھے۔ انہوں نے خانقاہ گولڑہ شریف کو عالمی شناخت عطا کی۔ ان کی کئی نعتیوں کو آج بھی قبول عام حاصل ہے۔ پیر مہر علی شاہ کی علمی و شعری میراث کو ان کی اولاد نے حرز جاں بنائے رکھا۔ خانقاہ گولڑہ جدید دور میں صوفیائے چشت کی خوشبوئے سخن سے مامور درگاہ ہے۔ خانقاہ گولڑہ میں شعر و سخن کی مجلس آرائیاں دیکھ کر یوں محسوس ہوتا ہے کہ مشائخ گولڑہ کو حضرت خواجہ امیر خسرو کی میراث عشق و سر مستی اور شعر و سخن کا وافر حصہ عطا ہوا ہے۔

Vol.6 No. 4 2023
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

خانقاہ گولڑہ کے مشائخ نے بہت سی اصناف سخن میں طبع آزمائی کی۔ مشائخ گولڑہ نے دیگر اصناف سخن کی طرح مناقب بھی لکھے۔ منقبت عربی زبان کا لفظ ہے اسکی جمع مناقب ہیں۔ منقبت سے مراد ایسی شاعری ہے جس میں صحابہ کرام، اولیائے عظام اور بزرگان دین کے اوصاف بیان کیے جاتے ہیں۔ منقبت بھی حمد و نعت کی طرح کسی خاص ہیت کی پابند نہیں ہوتی۔ شاعر منقبت کہنے کے لیے شاعری کی کسی بھی صنف کا سہارا لے سکتا ہے۔ منقبت کا آغاز حضور ﷺ کے دور سے ہی ہو گیا تھا۔ حضرت حسان بن ثابت اور کعب بن زہیر نے آقا ﷺ کے علاوہ مختلف اصحاب کی شان میں منقبت لکھی۔ گویا منقبت نگاری کی روایت نعت کی طرح کافی پرانی ہے۔ شعراء آغاز ہی سے صحابہ اکرام، اولیائے عظام اور بزرگان دین کی منقبت لکھتے رہے ہیں۔ منقبت نگاری کا آغاز عربی زبان سے ہوا۔ عربی زبان کے زیر اثر یہ روایت فارسی میں آئی۔ برصغیر میں منقبت کی روایت فارسی شعراء کے ذریعے آئی۔ اردو شاعری میں سودا، میر، غالب، بہادر شاہ ظفر، مرزا دبیر، امیر مینائی اور نظیر اکبر آبادی نے منقبت نگاری کی روایت میں خوبصورت اضافے کیے۔ مولانا احمد رضا بریلوی ،اقبال اور حسرت نے جدید منقبت نگاری کی بنیاد رکھی۔ عصر حاضر میں منقبت کو باقاعدہ ایک صنف سخن کی حیثیت حاصل ہو گئی ہے۔ عربی، فارسی، پنجابی اور اردو میں سب سے زیادہ مناقب خانقاہوں سے وابستہ شعراء نے لکھے ہیں۔ مشائخ گولڑہ شریف کی مناقب گوئی اسی سلسلے کا تسلسل ہے۔ ڈاکٹر فرمان فتح پوری نے منقبت کی تعریف یوں کی ہے۔

"اگر آنحضور ﷺ کے سوا کسی دوسرے بزرگ یا صحابی یا امام کی تعریف کی جائے تو اسے منقبت کہیں گے"۔(1)

پیر مہر علی شاہ کے پوتے پیر غلام معین الدین گیلانی قادر الکلام شاعر تھے۔ ان کا رنگ تغزل منفرد و یکتا تھا۔ ان کا شعری مجموعہ "اسرار المشتاق" کے نام سے شائع ہوا۔ ان کے مجموعے میں نعتیں، غزلیں اور مناقب شامل ہیں۔ ان کی شاعری کا تیسرا حصہ مناقب پر مشتمل ہے۔ اس میں انہوں نے اولیاء کے مناقب لکھے ہیں۔ صوفیاء کے ہاں یہ طریقہ بھی رائج ہے کہ وہ حمد و نعت کے بعد منقبت لازمی کہتے ہیں۔ اسی لیے پیر غلام معین الدین گیلانی نے اپنی شاعری کا تیسرا حصہ مناقب کا رکھا ہے۔ اس حصہ کا نام ہی "مناقب اولیاء اللہ" رکھا ہے۔ اس میں کل بائیس مناقب شامل ہیں۔ ان میں انیس اردو اور تین فارسی زبان میں ہیں۔ انہوں نے مناقب کو بھی غزل کی ہیت میں لکھا ہے اور دو مناقب میں مثنوی کی ہیت استعمال کی ہے۔ انہوں نے اپنی اک منقبت میں مولا علی شیر خدا اور اپنے جد اعلیٰ شیخ عبد القادر جیلانی کے مناقب لکھے۔

فدا ہے جان و دل جس پر وہی اب
مرا حامی مرا مشکل کشا ہے
مرا اب دین و دنیا میں محافظ
علی مرتضیٰ شیر خدا ہے
فقط سر ہی نہیں جو کچھ ہے موجود
شہ جیلاں کے قدموں پر فدا ہے
نہیں وہ سلطنت میں بھی میسر
جو اس در کی گدائی میں مزا ہے(2)

انہوں نے اپنے شعری مجموعے کے اس حصے کے آخر میں چند مناقب خواجہ معین الدین چشتی اجمیری، مولانا روم اور اپنے دادا پیر مہر علی شاہ کے بھی تحریر کیے ہیں۔ان کے مناقب میں اولیاءاللہ سے گہری عقیدت جھلکتی دکھائی دیتی ہے۔ان کا ہر شعر سچے اور پاکیزہ احساسات کا ترجمان نظر آتا ہے۔ان کی فنی پختگی اور جذباتی اظہار نے اس میں اثر پذیری کا جادو جگا دیا ہے۔خانقاہ گولڑہ شریف کا اعجاز یہ بھی ہے کہ ان کے ہاں سلسلہ عالیہ قادریہ اور چشتیہ دونوں کا فیضان موجود ہے۔اس لیے گولڑہ شریف کے مشائخ جب مناقب لکھتے ہیں تو وہ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کے مناقب بھی لازمی تحریر کرتے ہیں ۔پیر غلام معین الدین گیلانی نے بھی سالار چشت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کے مناقب لکھے۔

سنانے ہجر کا سب ماجرا غریب نواز
کھڑا ہے دیر سے بندہ ترا غریب نواز
نہیں ہے جس کا کوئی اور اس زمانے میں
وہ میں غریب ہوں بینوا غریب نواز
نہیں سنبھالنے والا ترے سوا کوئی
بڑھاؤ دست مدد اب ذرا غریب نواز
لب سوال کے بوسے مراد لیتی ہے
پکارتا ہے جو مشتاق یا غریب نواز(3)

مشائخ گولڑہ شریف کی شعری روایت کو افق کی بلندیوں پر لے جانے والوں میں اہم نام پیر نصیر الدین نصیر گیلانی کا ہے۔پیر نصیر الدین گیلانی ہفت زبان شاعر تھے۔پیر نصیر الدین نصیر کا نام مناقب کے حوالے سے منفرد مقام کا حامل ہے۔انہوں نے منقبت نگاری کی قدیم وجدید روایت کو اپناتے ہوئے اس صنف کو نئی جہت عطا کی ہے۔پیر نصیر الدین نصیر نے منقبت کے فنی لوازم کو پیش نظر رکھتے ہوئے پورے جذبے اور عقیدت کے ساتھ منقبت لکھی ہے۔پیر نصیر الدین نصیر نے مختلف بزرگوں کے مناقب تحریر کیے۔مناقب کے مجموعہ کا نام انہوں نے ''فیض نسبت'' رکھا۔مناقب کے اس مجموعے میں انہوں نے آقا علیہ السلام کے والد محترم اور چچا جان صحابہ کرام اور اہل بیت کے مناقب بیان کئے ہیں۔انہوں نے اپنے مجموعہ '' فیض نسبت'' میں مختلف بزرگوں کے بھی مناقب تحریر کیے ہیں جن میں قادری سلسلہ کے بزرگ حضور غوث اعظم اور صوفیہ چشت بھی شامل ہیں۔ان کے مناقب میں محبتوں اور عقیدتوں کا ایک نظارہ ملتا ہے۔مناقب لکھنا صوفیانہ طریق ہے خانقاہوں میں اس کی روایت بڑی پرانی ہے۔خانقاہوں سے تعلق رکھنے صوفی شعراء بزرگوں کے مناقب لکھتے ہیں ان کو اپنی محافل میں پڑھتے ہیں اور ان کو باقاعدہ یاد کیا جاتا ہے۔خانقاہ گولڑہ کی شعری روایت کا حسن ہے کیونکہ انہوں نے مختلف بزرگوں کے مناقب لکھ کر کے اپنی تاریخی اور تہذیبی شناخت کو مزید توانا بنایا ہے۔حضرت ابو طالب کی اسلام کے حوالے سے خدمات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہیں۔حضرت ابو طالب نے آقا علیہ الصلاۃ والسلام کا ہر موقعہ پر ساتھ دیا۔حضور علیہ السلام نے اسلام کی پہلی دعوت بھی حضرت ابو طالب کے پاس کی۔خوشی ہو یا غم ہر لحہ حضرت ابو طالب نے آقا علیہ السلام کی مدد اور نصرت کی۔حضور ﷺ نے حضرت ابو طالب کی وفات کے موقع پر اس سال کو عام الحزن کہا۔حضور علیہ السلام اپنے چچا سے شدید محبت کرتے تھے۔امام بخاری نے بھی اپنی بخاری شریف میں حضور علیہ صلاۃ وسلام کے متعلق وہ شعر جو جناب ابو طالب نے کہے تھے وہ نقل کیے ہیں۔حضرت ابو طالب نے اپنے پیارے بیٹے مولا علی شیر خدا کو بھی حضور علیہ السلام کی مدد پر لگائے

Vol.6 No. 4 2023
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

رکھا۔ صوفیاء کے ہاں حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالی عنہ کے ایمان کے متعلق بڑا واضح موقف ہے جس کا اظہار پیر نصیر الدین نصیر نے اپنی اس منقبت میں کیا ہے۔ پیر نصیر الدین نصیر نے آقا علیہ الصلاۃ والسلام کے چچا حضرت ابو طالب کے مناقب لکھے۔ اس کے چند اشعار ملاحظہ کریں۔

نظر محبوب خدا جان ابو طالب ہے
ساری دنیا پہ یہ احسان ابو طالب ہے
اللہ اللہ! عجب شان ابو طالب ہے
حرم کعبہ ادب دان ابو طالب ہے
ان کے آغوش کی زینت ہیں علی شیر خدا
نور احمد تہ دامان ابو طالب ہے
میں کہوں گا کہ ہے محروم بڑی نعمت سے
جو کوئی دست کش خوان ابو طالب ہے
بعد تحقیق احادیث و روایات نصیر
میرا دل قائل ایمان ابو طالب ہے(4)

پیر نصیر الدین نصیر نے حضرت فاطمہ الزہراؓ کی منقبت لکھی ہے۔ حضرت فاطمۃ الزہراؓ کی منقبت، حضرت فاطمہ الزہرا کی توصیف، حضرت فاطمہ زہرا کی تعریف صوفیاء کا پرانا طریقہ ہے۔ حضرت فاطمۃ الزہرا کو وسیدۃ نساء العالمین کہتے ہیں۔ حضرت فاطمہ الزہرا حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی لاڈلی صاحبزادی تھیں۔ آقا ﷺ حضرت فاطمہؓ کے ساتھ گہری محبت فرماتے تھے۔ پیر نصیر الدین نصیر نے حضرت فاطمہ الزہراؓ کی منقبت لکھی ہے۔

کیوں کر نہ ہوں معیار سخا فاطمہ زہرا
ہیں دختر محبوب خدا فاطمہ زہرا
ہیں نور محمد بخدا، فاطمہ زہرا
محشر میں ہے رحمت کی گھٹا فاطمہ زہرہ
مادر ہیں وہ زینب کی حسین اور حسن کی
ہیں آل محمد کی ردا فاطمہ زہرا
دیتی ہے وفائے حسنین اس کی شہادت
ہر لمحہ تھیں راضی بہ رضا فاطمہ زہرہ
اب تو ہے نصیر ان سے عقیدت کا یہ عالم
ہر حال میں ہے ورد میرا "فاطمہ زہرا"(5)

Vol.6 No. 4 2023
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

پیر نصیر الدین نصیر نے شہدائے کربلا کے لیے بھی بہت سے مناقب تحریر کیے ہیں۔ حضرت امام حسین علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کی لازوال قربانیوں کو خراج محبت پیش کیا۔ خانقاہوں کی یہ بھی ایک تاریخی روایت ہے کہ وہاں حضرت امام حسینؑ کی قربانیوں کو بڑے اچھوتے انداز میں خراج تحسین پیش کیا جاتا ہے۔ حضرت امام حسینؑ کی یاد میں محافل کرنا، امام حسین کی یاد میں آنسو بہانا، امام حسینؑ کی جرات رندانہ کا اظہار صوفیاء کا ازلی طریقہ ہے۔ امام حسینؑ نے یزید کے جبر کے آگے سر نہ جھکا کر آنے والے تمام صوفیاء اور صلحاء کو یہ پیغام دیا زندگی اس طریقے سے بھی گزر سکتی ہے۔ اس لیے امام حسینؑ کی منقبت لکھا جانا صوفیاء کا ازل سے معمول ہے۔ کتنی ہی مدتیں گزریں کتنے ہی سال گزرے لیکن امام حسینؑ کی عظمت آج بھی ہر مسلمان کے دل میں زندہ وجاوید ہے۔ اردو ادب کی تاریخ میں مرثیہ ایک باقاعدہ صنف ہے۔ میر انیس جیسے مرثیہ گو نے مرثیہ کی روایت کو عروج بخشا۔ آج کے دور میں اردو کا ہر بڑا شاعر شہدائے کربلا کی یاد میں شعر کہتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ حضرت امام حسینؑ کی منقبت لکھنا ان کی شان میں شعر کہنا صوفیا کے ہاں بھی مقبول ہے۔ پیر نصیر الدین نصیر نے بھی امام عالی مقام کی شان میں بہت سے مناقب لکھے۔ ان کی ایک منقبت جس میں مرثیہ کا رنگ غالب ہے۔ انہوں نے امام حسینؑ اور ان کی اولاد پاک پر ہونے والے ظلم وستم کا ذکر تو کیا ہی ہے اور یزید بدبخت کی افواج نے جو امام عالی مقام اور ان کی اولاد پر پانی بند کیا۔ اس دلخراش واقعہ کو انہوں نے اپنے اشعار میں بیان کیا ہے۔ پیر نصیر الدین نصیر کے اس مرثیے میں غم، دکھ اور رنج کا عنصر نمایاں ہے۔ یہ کلام منقبت ہی ہے مگر اس پر مرثیہ کا رنگ بڑا غالب ہے اس کے چند اشعار ملاحظہ کریں۔

آگ سی دل میں لگی آنکھ سے چھلکا پانی
کس کا غم ہے کہ ہوا اپنا کلیجہ پانی
آنسوؤں کی کمی شبیر میں بدلی صورت
بن گیا آنکھوں میں طوفان جو امڈا پانی
تجھ پر اللہ کی لعنت ہو یزیدی لشکر !
وارث کوثر و تسنیم پہ روکا، پانی
بد دعا دیتے اگر ابن علی دریا کو
ڈھونڈتا پھرتا مگر ہاتھ نہ آتا پانی
بوند پانی کی نہ تھی آل محمد کے لیے
کربلا تھی علی اصغر کے لہو سے لرزاں
اس قدر ظلم کہ سر سے ہوا اونچا پانی
پاؤں رکھے گا زمین پر نہ کبھی میرا غبار
کوئی شبیر میں آخر ہے اسے جا پانی
غرق حیرت تھا نصیر! اہل ستم کا جمگھٹ
تیغ اکبر نے وہ میداں میں دکھایا، پانی (6)

Vol.6 No. 4 2023
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

پیر نصیر الدین نصیر کی مذکورہ بالا منقبت جس میں مرثیہ کا رنگ ہے کسی بھی طور کسی بڑے مرثیہ کے مقابلے میں کم نہیں۔ یہ کلام ان کی فنی پختگی پر دلالت کرتا ہے۔ انہوں نے جس طریقے سے پانی کی ردیف کو باندھا ہے یہ ان کے فنی کمال کا شاخسانہ ہے۔ انہوں نے میدان کربلا میں ہونے والے ظلم و ستم کو جس انداز سے بیان کیا یہ بھی ان کا ہی خاصہ ہے۔ پیر نصیر الدین نصیر ہفت زبان شاعر تھے۔ انہوں نے سات زبانوں میں شاعری کی۔ انکی ایک منقبت پوربی زبان میں شیخ عبدالقادر جیلانی کے لئے ہے۔ ان کی اس منقبت میں ردیف قافیہ اور فنی پختگی دیکھ کر یہ یقین ہوتا ہے کہ وہ کس قدر قادر الکلام شاعر تھے۔ کسی ایک زبان میں شاعر ہونا بھی بڑی بات ہے لیکن پیر نصیر الدین نصیر کا خاصا یہ تھا کہ انہوں نے کئی زبانوں میں شاعری کی۔ ان کی پوربی زبان میں لکھی ہوئی منقبت کے چند اشعار قابل داد ہیں۔

میں تو جاؤں گی واری میں اڑاوں گی آج گلال
مورے انگناں میں آئے محی الدین جیلانی لج پال
آو ساری سکھیاں رل مل گائیں پریم کے گیت
دن ہے میل ملن سیاں کے دوار دھمال
اترے چاند کی صورت مورے انگناں میں غوث جلی
میں تو کھیلوں گی ہولی آئے گا زہرا کے لال
جن کو کہتی ہے جگ میں دنیا عبدالقادر میراں
میں تو اجڑی پڑی تھی، موہے کر گے آ کے نہال
تورا نام جپو گی چاہے کر پاسے دیکھ نہ دیکھ
توری بن کے رہوں گی، صدقہ جولی میں ڈال ڈال
سا چی بات سنو تم، من کا پنچ تنی ہے یہ نصیر
او کا دین دھرم ہے، زہرا و محمد کی آل (7)

خواجہ معین الدین چشتی سالار چشت ہیں۔ خواجہ معین الدین چشتی پہلے چشتی صوفی بزرگ ہیں جنہوں نے ہندوستان میں اسلام کی ترویج و اشاعت میں اہم کردار ادا کیا۔ انہوں نے ہندوستان میں صوفیا کے سلسلہ چشت کو رواج دیا۔ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری سنجر سے ہجرت کر کے ہندوستان پہنچے تھے۔ ان کی محبت اور انسان دوستی کے درس کی وجہ سے ہزاروں لوگ مسلمان ہوئے۔ انہوں نے جو چشتی سلسلے کی ایسی شمع روشن کی جس سے پورا برصغیر منور ہو گیا۔ ان کی بدولت ہندوستان کے کونے کونے میں چشتی خانقاہیں آباد ہوئیں۔ خانقاہ گولڑہ شریف بھی چشتی خانقاہ ہے۔ اس لئے صوفیاء سے تعلق رکھنے والے شعراء خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کی منقبت بھی لکھتے ہیں۔ خواجہ نظام الدین اولیا کے مرید خاص حضرت امیر خسرو نے بھی جب رنگ لکھا تو اس میں بھی انہوں نے اپنے رنگ کی ابتدا میں ہی حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کو خراج محبت پیش کیا۔ پیر نصیر الدین نصیر نے بھی اپنے اسلاف کی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے نائب رسول سلطان الہند خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کی منقبت لکھی۔ ان کی اس منقبت میں ہندی الفاظ کا

Vol.6 No. 4 2023
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

بھی استعمال ہے۔ان کی منقبت میں معین الدین کا ردیف نگینے کی طرح جڑا ہوا محسوس ہوتا ہے۔خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کی شان میں لکھی ہوئی منقبت کے چند اشعار ان کے ذوق سخن کی گواہی دیتے ہیں۔

سر تاجن کے تاج معین الدین
تم ہو جگت مہاراج معین الدین
آن پری ہوں تمرے دوارے
را کھیو را کھیو لاج معین الدین
تم ہو آل علی و زھرا
بگڑے سنوار و کاج معین الدین
شاہ شہاں اجمیر کے خواجہ
ہند پہ تو راراج معین الدین
تمرے پاوں میں سر رکھ دینا
فقر کی ہے معراج معین الدین
رکھ لو حسین و حسن کے صدقے
اپنے نصیر کی لاج معین الدین(8)

پیر مہر علی شاہ صاحب نے گولڑہ شریف میں شعر و سخن کی بنیاد رکھی۔ان کی وجہ سے خانقاہ گولڑہ شریف کو پورے بر صغیر میں شہرت ملی۔پیر مہر علی شاہ صاحب خواجہ شمس الدین سیالوی کے مرید تھے۔خانقاہ گولڑہ شریف کے مشائخ ہمیشہ خانقاہ سیال شریف کے مشائخ کا احترام اور عزت کرتے رہے۔پیر نصیر الدین نصیر نے یہاں معروف مشائخ چشت کے مناقب لکھے وہاں انہوں نے خواجہ شمس الدین سیالوی کی منقبت بھی لکھی۔خانقاہ سیال شریف کی اہمیت موجودہ موجودہ عہد میں بہت زیادہ ہے۔شمالی پنجاب بالخصوص اور ہندوستان بالعموم خانقاہ سیال شریف کے فیض سے منور ہے۔پیر نصیر الدین نے خواجہ شمس الدین سیالوی کی منقبت میں مشکل تراکیب اور قوافی کا استعمال کیا ہے۔انہوں نے خواجہ شمس الدین سیالوی کی منقبت میں فارسی الفاظ و تراکیب کا استعمال کیا ہے۔

حق جلوہ و حق شانی، بہ شکل نورانی
قربان جمال تو، حواس انسانی
اے مرکز محبوبی، بہ کنعان خوبی
اقلیم نکوئی را، مبارک سلطانی
تو شمس سیال استی، سلمیانی تمکینی
دادند ترا تاجے، ز فقر سلمانی

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

دارد دلم از فطرت، نیاز مقبولاں
اے خواجہ! قبولم کن، برائے دربانی
چوں مہر علی جوید نصیر از درگاہت
فیضے کہ بہ اوداد ی، زشاہ جیلانی(9)

انہوں نے اپنے جداعلیٰ پیر مہر علی شاہ صاحب کی منقبت بھی لکھی۔خانقاہ گولڑہ شریف کی شعری روایت میں پیر مہر علی شاہ کی بڑی اہمیت ہے۔شعر و سخن کا ذوق پیر مہر علی شاہ کی بدولت ہی خانقاہ گولڑہ شریف میں رواج پایا۔اس لیے پیر نصیر الدین نے پیر مہر علی شاہ کی منقبت لکھی۔ان کی اس اس منقبت میں اے گولڑے والے کی ردیف بڑی ہی معنی خیز ہے۔اس منقبت میں ترنم اور موسیقیت اپنے عروج پر ہے۔پیر نصیر الدین نصیر موسیقی کا علم رکھتے تھے۔ادبی ذوق کی طرح ان کا ذوق سماع بھی بڑا اعلیٰ تھا۔انکو سوز و ساز کا ہنر آتا تھا۔وہ کئی دفعہ خود بھی قوالوں کے ساتھ مل کر سماع میں قوالی پڑھتے تھے ۔ان کی یہ منقبت ان کے نفیس ذوق کی مظہر ہے۔

کب تک رہیں محرومی قسمت کے حوالے
! اے گولڑے والے
اب کون ہے جو تیرے سوا ہم کو سنبھالے
اے گولڑے والے
مشتاق زیارت ہیں تیرے چاہنے والے
کب تک کریں نالے
پوشیدہ نہ رکھ اب رخ تاباں کے اجالے
اے گولڑے والے
اٹھی جو نظر تیری تو سب لوگ کہیں گے
اب کھل کے رہیں گے
ایقان کے دروازے سے اوہام کے تالے
اے گولڑے والے
ہو جائے نظر والی بغداد کا صدقہ اجداد کا صدقہ
آیا ہوں دل و جان سے عقیدت کو سنبھالے
اے گولڑے والے
از خاک نشیناں تو یک بندہ نصیر است
بے چارہ فقیر است

Vol.6 No. 4 2023
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

خورشید وشے، لالہ رخے، زہرہ جمالے

اے گولڑے والے !(10)

پیر نصیر الدین نصیر کے بڑے بیٹے جامی گیلانی قادر الکلام شاعر ہیں۔ جامی گیلانی نے اپنی رباعیات میں مناقب بھی لکھے ہیں۔ ان کی رباعیات میں صحابہ کرام اور اہل بیت اطہار کا ذکر بڑی ہی عقیدت و محبت سے موجود ہے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کے مقام و مرتبے کو کتنے حسین انداز میں بیان کیا ہے

۔

تفسیر ہے قرآں کی پیام شبیر

جزو ایماں ہے احترام شبیر

بس میں نہیں عقل کے احاطہ اس کا

ہے عقل سے ماورا مقام شبیر (11)

خانقاہ گولڑہ شریف کی روحانی و نسبی نسبت شیخ عبدالقادر جیلانی کے ساتھ ہے۔ گولڑہ شریف میں سلسلہ عالیہ چشتیہ کے ساتھ سلسلہ عالیہ قادریہ میں بھی متوسلین کو بیعت کیا جاتا ہے۔ جامی گیلانی نے اپنے جد اعلیٰ کو اچھوتے انداز میں پکارا ہے۔

دستگیر دستگیراں

عبد رب قدیر عبدالقادر

حیدر کی شبیہ، پیر عبدالقادر

گر پیر ہیں دستگیر اہل نسبت

پیروں کا ہے دستگیر، عبدالقادر (12)

پیر معین الحق گیلانی کا تعلق بھی خانقاہ گولڑہ کے عہد جدید سے ہے۔ پیر معین الحق گیلانی نے بھی مختلف شخصیات کے مناقب کہے ہیں۔ پیر معین الحق گیلانی کے مجموعہ "ریاض المناقب" میں کل اکیس مناقب شامل ہیں۔ انہوں نے پہلی منقبت حضرت علی شیر خدا کی لکھی ہے۔ ان کے مناقب میں حضرت امام حسنؑ، امام حسینؑ، حضرت عبدالقادر جیلانی، داتا علی ہجویری، مولانا روم اور صوفیائے چشت کے اکابر بزرگ شامل ہیں۔ پیر معین الحق کی مناقب کی امتیازی خصوصیت ہے کہ وہ ہر منقبت سے پہلے اس بزرگ کی تاریخ ولادت ووفات اور مقام مدفن بھی درج کرتے ہیں۔ اس سے ان کی شعری کتاب تاریخ کے گہرے نقوش کو بھی اپنے دامن میں سمیٹے دکھائی دیتی ہے۔ حضرت اویس قرنی عرب کے مشہور صوفی بزرگ ہیں۔ جو حضور ﷺ کے عاشق تھے۔ انہوں نے ساری زندگی حضور ﷺ کی زیارت نہیں کی۔ ان کا ذکر مختلف احادیث میں آیا ہے کہ حضور ﷺ نے اپنے صحابہ کے ذریعے ان کو سلام بھیجا تھا۔ صوفیاء حضرت اویس قرنی کا اسوہ حب رسول ﷺ کو بہت پسند کرتے ہیں۔ صوفیاء کے تذکروں میں اور ان کی تحریروں میں حضرت اویس قرنی کا نام بڑی عقیدت و احترام سے لیا جاتا ہے۔ اس لیے پیر معین الحق گیلانی نے حضرت اویس قرنی کی بارگاہ میں منظوم خراج عقیدت پیش کیا ہے

۔

قرن کا چاند سراپا وفا، اویس قرن

Vol.6 No. 4 2023
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

نبی کے حسن پہ دل فدا اویس قرن

اسی کے دم سے ہے بزم حیات کی رونق

ریاض دہر میں بادصبا اویس قرن(13)

اس مجموعہ مناقب کی امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ سوائے ایک منقبت بعنوان "جلوہ سبحانی" جو کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی مدح میں لکھی گئی اسکے علاوہ باقی تمام مناقب میں "غزل" کی ہیت استعمال کی گئی۔اس سے پیر معین الحق کی فنی عظمت بھی عیاں ہوتی ہے کہ انہوں نے مناقب کے لیے بھی اردو ادب کی مقبول ترین صنف "غزل" کی ہیت کو استعمال کیا ہے۔ان کے مجموعہ مناقب کی پہلی منقبت جو حضرت علی کی شان میں ہے۔اس کے چند اشعار محبت کی عجب سرمستی لیے ہوئے ہیں۔

ایمان کی تکمیل، محبت ہے علی کی

واللہ، عجب شوکت وعظمت ہے علی کی

تسبیح کہ شمشیر سنبھالی وہ حق میں

آئینہ اخلاص، عبادت ہے علی کی

بوجہل سے پامال کئے کتنے ہی خود سر

بے مثل زمانے میں، شجاعت ہے علی کی(14)

خانقاہوں کا بنیادی مقصد انسانوں کی تعلیم وتربیت ہوتا ہے۔اس مقصد کے لیے دینی، مذہبی اور روحانی شخصیات اپنا کردار ادا کرتی ہیں۔ان شخصیات کا ذاتی کردار بڑا اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ان کی زندگی ان سے وابستہ لوگوں کے لیے روشنی کا مینارہ ہوتی ہے۔اس لیے ان بزرگوں کے کردار اور سیرت کا تذکرہ آنے والی نسلوں کے لیے بھی ہدایت کا نور لیے ہوتا ہے۔اگر ان کے کردار اور زندگی کو منظوم شکل میں پیش کیا جائے تو لطف دوبالا ہو جاتا ہے۔اگر کوئی شاعر ان کی زندگی کے گوشوں کو عقیدت، محبت اور اشعار کے سانچے میں پرودے تو اس سے اک سرور وکیف جنم لیتا ہے۔جو اشعار عقیدت کی آنچ اور شاعری کے حسن سے مزین ہوتے ہیں وہ نسبتاً زیادہ پسندیدہ ہوتے ہیں اور ان میں اثر انگیزی بھی خوب ہوتی ہے۔پیر معین الحق گیلانی اس باریک اور دقیق نکتے کو سمجھتے تھے کہ تعریف وتوصیف اور عقیدت کو کس انداز میں پیش کیا جانا چاہیے۔ان کی فنی پختگی عقیدت کی چاشنی میں گھل کر شعر کے پیکر میں اس طرح ڈھل جاتی ہی کہ ان بزرگوں کی سیرت وکردار کا نقش سامعین، قارئین اور معتقدین کے قلوب واذہان پر گہرا اثر چھوڑ جاتا ہے۔پیر معین الحق گیلانی نے مولانا روم کی شان میں بھی منقبت تحریر کی ہے۔خانقاہوں کی تاریخی روایت تھی کہ صوفیاء مثنوی مولانا روم کا درس دیتے ہوتے تھے۔مثنوی مولانا روم اک وظیفہ ہی صورت پڑھی جاتی تھی۔مولانا روم اور ان کی فکر صوفیاء کرام کی تعلیمات کا اہم جزو ہے۔پیر معین الحق کا مولانا روم کو منفرد انداز میں خراج محبت ملاحظہ کریں۔

نور حکمت ہے، حقیقت کی ضیاء، مولائے روم

بارک اللہ، بارک اللہ، مرحبا مولائے روم

واقف سر حقیقت، عالم راز موجود

Vol.6 No. 4 2023
ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

ذات حق میں غوطہ زن، حق آشنا، مولائے روم

حکمت توحید کے اسرار ہیں جس پر عیاں

واقف رمز خفی، مرد خدا، مولائے روم

آگہی کا گلستان ہے مثنوی معنوی

صاحب علم و عمل، کب آپ سا؟ مولائے روم

بے سہاروں کا سہارا، بے نواؤں کی نوا

ہے ضعیف و ناتواں کا آسرا، مولائے روم(15)

پیر معین الحق گیلانی کا انداز منقبت ملاحظہ کریں کہ کس طرح خوبصورت الفاظ میں اپنے ممدوح کو خراج عقیدت پیش کیا ہے کہ اس کو پڑھنے والا متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ آپ کی مدحیہ شاعری میں ایک خاص قسم کی شگفتگی اور وارفتگی نظر آتی ہے۔ آپ کے تحریر کردہ مناقب سوز و ساز اور جذب و اثر میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ انہوں نے طویل اور مختصر بحروں میں اپنی عقیدتوں کا اظہار کیا ہے۔ ان کے مناقب پڑھ کر ان کی ہنر مندی اور جگر کاوی کو بے ساختہ داد دینے کو جی چاہتا ہے۔ ان کی مختصر بحر میں بھی وہی سوز و مستی ہے جو طویل بحر میں دکھائی دیتی ہے۔

مہر حماد الدین نے اپنے مجموعہ کلام میں مناقب بھی لکھے ہیں۔ انہوں نے خواجہ معین الدین چشتی کی منقبت لکھی جو فنی و فکری پختگی کا شہکار دکھائی دیتی ہے۔ چشتیہ خانقاہوں میں خواجہ معین الدین چشتی اور دیگر صوفیاء کے مناقب لکھنے کی روایت تاریخی اہمیت کی حامل ہے۔ مہر حماد الدین نے اسی روایت کو نبھایا ہے اور اپنے جد اعلیٰ پیر مہر علی شاہ کی چشتی نسبت کا حق ادا کیا ہے۔

معین دین شہ خوش ادا کی چادر ہے

یہ سر پہ سطوت آل عبا کی چادر ہے

نگاہیں فرط عقیدت سے چومتی ہیں اسے

یہ نور چشم حبیب خدا کی چادر ہے

ہوائیں جھوم کے بطحا سے آتی ہیں ہر دم

اٹھی یہاں سے جو مرد خدا کی چادر ہے

ہے بخت اوج ثریا پہ آج ہم سب کا

کہ سر پہ نائب غوث الوری کی چادر ہے

قدم قدم پہ تجلی، نفس نفس میں سرور

یہ مست عشق یہ کیف آشنا کی چادر ہے

ہوں کیوں نہ مشکلیں حل، آج سب زمانے کی

کہ سعدی یہ مرے مشکل کشا کی چادر ہے(16)

ISSN Online: 2709-7625
ISSN Print: 2709-7617

الغرض مشائخ گولڑہ شریف نے مناقب گوئی کی روایت میں منفرد اور بے مثال اضافہ کیا ہے۔ مشائخ گولڑہ کی مناقب نگاری کا اہم وصف یہ ہے کہ ان کی پانچویں نسل بھی شعر و سخن کے دشت میں سر گرداں ہے۔ مشائخ گولڑہ شریف جیسا ذوق شعر و سخن اب خانقاہوں میں خال خال ہی دیکھائی دیتا ہے۔

حوالہ جات:

1۔فرمان فتح پوری، ڈاکٹر، "اردو کی نعتیہ شاعری"،
لاہور: آئنیہ ادب، 74، ص 21
2۔غلام معین الدین، پیر، اسرار المشتاق، اسلام آباد: درگاہ گولڑہ شریف، 2017، ص39
3۔ایضاً، ص44
4۔نصیر الدین نصیر، پیر "کلیات نصیر گیلانی"، اسلام آباد: مہریہ نصیریہ پبلشرز گولڑہ شریف، ص249
5۔ایضاً، ص275
6۔ایضاً، ص291
7۔ایضاً، ص338
8۔ایضاً، ص359
9۔ایضاً، ص369
10۔ایضاً، ص377
11۔غلام نظام الدین گیلانی، پیر، "عنوان آرزو" اسلام آباد: مکتبہ مہریہ نصیریہ گولڑہ شریف، اشاعت دوم، ، ص26
12۔ ایضاً، ص33
13۔غلام معین الحق، پیر، "ریاض المناقب"، ص11
14۔ایضاً، ص6
15۔ایضاً، ص28
16۔حماد الدین سعدی گیلانی، مہر سید، "موج خیال"، راولپنڈی: محمود برادرز پرنٹرز، ، ص92، 93